پر یہ خبر سنی ہے کہ مغربی بنگال اردو اکاڈمی نے آپ کو دس ہزار روپیہ کا ایک انعام دیا ہے، پھر فرمایا: "مبارک ہو" میں نے خیال کیا:

مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دورِ جام

مولانا کو نام میں دھوکہ ہوا ہوگا۔ اس لئے سن کر چپ ہوگیا اور کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا لیکن چند روز بعد علی گڈھ کے خطوط سے اس کی تصدیق ہوگئی، پھر ۲۸ اپریل کو کراچی سے علی گڈھ واپس پہونچا تو ڈاک کے انبار میں اردو اکاڈمی مغربی بنگال کا عنایت نامہ ملا جس میں تحریر تھا:

> ہم انتہائی مسرت کے ساتھ آپ کو یہ اطلاع دے رہے ہیں کہ دس ہزار روپیہ کے پرویز شاہدی ایوارڈ ۱۹۸۳ء کے لئے آپ کا انتخاب ہوا ہے، یہ انتخاب کل ہند مشاہیر اردو کی کثرت آرا سے عمل میں آیا ہے (مورخہ ۳۰ مارچ ۸۴ء)

راقم الحروف گورنمنٹ آف انڈیا اور دلی اڈمنسٹریشن کی طرف سے دو ایوارڈ پہلے بھی حاصل کرچکا ہے لیکن یہ دونوں ایوارڈ عربی سے تعلق کی تقریب سے تھے حالیہ ایوارڈ "اردو کے ادیب" کی حیثیت سے ہے، اس لئے میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

میں قلم چلانے کا گنہگار ضرور ہوں، اسی طرح ایک زمانہ میں میں نے اشعار بھی کثرت سے لکھے ہیں۔ اور طبیعت موج پر ہوتی ہے تو اب بھی دو چار شعر موزوں ہو جاتے ہیں لیکن بایں ہمہ ادیب اور شاعر کا جو بلند تصور میرے ذہن میں ہے اس کی وجہ سے یقین جانئے اپنے متعلق کبھی ادیب یا شاعر ہونے کی غلط فہمی میں

مبتلا نہیں ہوا، پروفیسر خواجہ احمد فاروقی (دہلی یونیورسٹی) اور پروفیسر گوپی چند نارنگ (جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی) دونوں اردو زبان وادب کے نامور محقق، ادیب، اور نقاد ہیں، مجھ سے دیرینہ اخلاص اور محبت رکھتے ہیں، دونوں نے بسا اوقات میرے اسلوب اور خصوصاً برہان کے نظرات کی زبان کی اس درجہ تعریف کی ہے کہ میں شرمندہ ہو ہو گیا ہوں، لیکن میں نے ان دونوں دوستوں کی رائے اور دفتر برہان میں آئے دن اس طرح کے جو خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں، ان سب کو چشم کرم وعنایت کی کرشمہ سازی پر محمول کیا۔ لیکن کل ہند مشاہیر اردو کی کثرت آراء جس پر یہ ایوارڈ مبنی ہے اس نے اب یہ احساس پیدا کیا کہ زبان وبیان کے نقطۂ نظر سے اکابر علم وادب کی نگاہ میں خاکسار کی تحریروں کو درجۂ اعتبار حاصل ہے تو اب یہ عرض کرنا بے محل اور بے موقع نہ ہوگا کہ اگرچہ میں نے طالب علمی کے زمانہ میں اردو زبان کے تمام ادیبوں اور شاعروں کو پڑھا ہے، اور مضامین مرزا فرحت اللہ بیگ، امراؤ جان ادا، فسانۂ آزاد اور لال قلعہ کی جھلکیاں، سی پارۂ دل، غدر کے افسانے اور نیرنگ خیال جیسی چیزیں تو بار بار پڑھی ہیں تاہم میرا اسلوب بنیادی طور پر سب سے زیادہ منت کش احسان شبلی اور داغ کا ہے جنھیں میں نے بڑی افراط سے پڑھا اور ان سے سرور ذہنی حاصل کیا ہے۔

کلکتہ نے مجھے کیا نہیں دیا؟ محبت دی، عزت دی اور دل کا سکون دیا۔ اور یہ ایوارڈ بھی درحقیقت اسی محبت کا ایک شاخسانہ ہے جس کے لئے میں اکاڈمی کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں، میرے ساتھ اکاڈمی کا